مولانا شبلی نعمانیؒ

مولانا شبلی نعمانیؒ ۱۸۵۷ء میں ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ یہیں قرآن مجید اور فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر غازی پور، رام پور اور لاہور میں دوسرے علوم حاصل کئے، جن میں عربی ادب، منطق و فلسفہ اور علم حدیث وغیرہ شامل ہیں۔ سرسید نے ان کی ذہانت دیکھ کر علی گڑھ کالج میں شعبہ عربی و فارسی کی پروفیسری کی جگہ دی۔

۱۸۹۲ء میں انہوں نے ترکی اور دیگر چھ ممالک کا دورہ کیا اور اپنا مشہور ''سفرنامہ'' اسی سفر کی بنیاد پر لکھا۔ ۱۹۱۳ء میں علی گڑھ میں ''دارالمصنفین'' قائم کیا۔ یہ ادارہ اب تک علمی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

شبلیؒ، سرسید کے رفقا میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ اردو ادب میں خصوصاً نثر میں ان کا مرتبہ بلند ہے۔ ان کی عبارتوں کا اختصار، جوش بیان اور علمی وقار، کچھ انہی سے مخصوص ہے۔ ان کی تحریروں میں شگفتگی اور قوت ہوتی ہے۔ وہ نثر میں استعارے کا استعمال بہت کرتے ہیں۔ ان کے یہاں خوبصورت فارسی ترکیبیں نہایت پرلطف معلوم ہوتی ہیں۔ ان کی وجہ سے ان کا بیان شعر کی طرح رسیلا ہو جاتا ہے۔ سرسید کے دوسرے رفقا کی طرح شبلیؒ کی تحریر میں بھی عقلیت اور مقصدیت کا ایک خاص انداز نمایاں ہے، یعنی وہ اس خاص نقطہ نظر کو بار بار ابھارتے ہیں کہ انسانی زندگی میں عقل کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

مقصدیت سے مراد یہ ہے کہ وہ ادب کے لئے مقصد کو ضروری سمجھتے تھے۔ چنانچہ ان کا بڑا نصب العین یہ تھا کہ مسلمانوں کی تاریخ اور تہذیب کو نئے لوگوں کے سامنے اس طریق سے پیش کیا جائے کہ ان کے دل میں ماضی سے متعلق احساس فخر پیدا ہو۔ جس سے متاثر ہو کر وہ اپنے حال اور مستقبل کو بہتر اور شاندار بنانے کی طرف متوجہ ہوں۔

نثر میں شبلیؒ کی کئی حیثیتیں ہیں۔ سوانح، سیرت نگاری، تاریخ، ادبی تنقید اور فلسفہ ان کے اہم موضوعات ہیں۔ مگر ان کی مورخانہ حیثیت فائق اور غالب معلوم ہوتی ہے۔ شبلی نے ۱۹۱۴ء میں وفات پائی۔

ہجرت نبوی ﷺ

(مولانا شبلی نعمانیؒ)

مقاصدِ تدریس

۱۔ طلبہ کو حضور ﷺ کی سیرت اور اسلام کے اوائل میں مسلمانوں پر کفارِ مکہ کے ظلم و ستم سے آگاہ کرنا۔

۲۔ طلبہ کو مولانا شبلیؒ نعمانی کے اسلوب نثر سے آگاہ کرنا۔

۳۔ اُردو ادب میں سیرت نگاری سے آگاہی دینا۔

مشکل الفاظ: اشتہار ، تڑکے ، جانثار ، جبلِ نور ، جھنکار ، کارسازِ قضا

اس وقت جبکہ دعوت حق کے جواب میں ہر طرف سے تلوار کی جھنکاریں سنائی دے رہی تھیں، حافظ عالم نے مسلمانوں کو دارالامان مدینہ کی طرف رُخ کرنے کا حکم دیا، لیکن خود وجود اقدس جو ان ستم گاروں کا حقیقی ہدف تھا۔ اپنے لیے حکم خدا کا منتظر تھا۔ مکہ کے باہر اطراف میں جو صاحب اثر مسلمان ہو چکے تھے۔ وہ جانثارانہ اپنی حفاظت کی خدمت پیش کرتے تھے، قبیلہء دوس ایک محفوظ قلعہ کا مالک تھا۔ اس کے رئیس طفیل بن عمروؓ نے اپنا قلعہ پیش کیا کہ آپ یہاں ہجرت کر آئیں لیکن آپؐ نے انکار فرمایا کہ کارساز قضا نے شرف صرف انصار کے لیے مخصوص کیا تھا۔ چنانچہ قبل ہجرت آنحضرت ﷺ نے خواب دیکھا کہ دارالہجرۃ ایک پر باغ و بہار مقام ہے۔ خیال تھا کہ وہ یمامہ کا شہر ہوگا لیکن وہ شہر مدینہ نکلا۔

نبوت کا تیرھواں سال شروع ہوا اور اکثر صحابہؓ مدینہ پہنچ چکے، تو وحی الٰہی کے مطابق آنحضرت ﷺ نے بھی مدینہ کا عزم فرمایا۔ یہ داستان نہایت پر اثر ہے اور اسی وجہ سے امام بخاریؒ نے باوجود اختصار پسندی کے اس کو خوب پھیلا کر لکھا ہے اور حضرت عائشہؓ کی زبانی لکھا ہے۔ حضرت عائشہؓ گو اس وقت سات آٹھ برس کی تھیں لیکن ان کا بیان در حقیقت خود رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کا بیان ہے کہ انہی سے سن کر کہا ہوگا اور ابتدائے واقعہ میں وہ خود بھی موجود تھیں۔

قریش نے دیکھا کہ اب مسلمان مدینہ میں جا کر طاقت پکڑتے جاتے ہیں اور وہاں اسلام پھیلتا جاتا ہے۔ اس بناء پر انہوں نے دارالندوہ میں جو دارالشوریٰ تھا، اجلاس عام کیا۔ ہر قبیلہ کے رؤسا یعنی عتبہ، ابوسفیان، جُبیر بن مطعم، نضر بن حارث بن کلاۃ، ابوالبختری، ابن ہشام، زمعہ بن اسود بن مطلب، حکم بن حزم، ابوجہل، امیّہ بن خلف وغیرہ وغیرہ،

یہ سب شریک تھے۔لوگوں نے مختلف رائیں پیش کیں۔ایک نے کہا محمد ﷺ کے ہاتھ پاؤں میں زنجیریں ڈال کر مکان میں بند کردیا جائے، دوسرے نے کہا جلا وطن کر دینا کافی ہے، ابوجہل نے کہا ہر قبیلہ سے ایک شخص انتخاب ہو اور پورا مجمع ایک ساتھ مل کر تلواروں سے ان کا خاتمہ کر دے۔اس صورت میں ان کا خون تمام قبائل میں بٹ جائے گا اور آل ہاشم اکیلے تمام قبائل کا مقابلہ نہ کرسکیں گے۔اس اخیر رائے پر اتفاق ہوگیا اور جھٹ پٹے سے آکر رسول اللہ ﷺ کے آستانہء مبارک کا محاصرہ کرلیا۔اہلِ عرب زنانہ مکان کے اندر گھسنا معیوب سمجھتے تھے اس لیے باہر ٹھہرے رہے کہ آنحضرت ﷺ نکلیں تو یہ فرض ادا کیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ سے قریش کو اس درجے عداوت تھی تاہم آپ ﷺ کی دیانت پر یہ اعتماد تھا کہ جس شخص کو کچھ مال یا اسباب امانت رکھنا ہوتا تھا، آپؐ ہی کے پاس لا کر رکھتا تھا۔اس وقت بھی آپ ﷺ کے پاس بہت سی امانتیں جمع تھیں۔آپ کو قریش کے ارادے کی پہلے سے خبر ہو چکی تھی۔اس بناء پر حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا ''مجھ کو ہجرت کا حکم ہو چکا ہے، میں آج مدینہ روانہ ہو جاؤں گا، تم میرے پلنگ پر میری چادر اوڑھ کر سو رہو، صبح کو سب کی امانتیں جا کر واپس دے آنا''۔ یہ سخت خطرے کا موقع تھا۔حضرت علیؓ کو معلوم ہو چکا تھا کہ قریش آپ ﷺ کے قتل کا ارادہ کر چکے ہیں اور آج رسول اللہ ﷺ کا بستر خواب قتل گاہ کی زمین ہے لیکن فاتح خیبرؓ کے لیے قتل گاہ فرش گل تھا۔

ہجرت سے دو تین دن پہلے رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت حضرت ابوبکرؓ کے گھر پر گئے، دستور کے موافق دروازے پر دستک دی، اجازت کے بعد گھر میں تشریف لے گئے۔حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا '' کچھ مشورہ کرنا ہے سب کو ہٹا دو''۔ بولے کہ یہاں آپ کی حرم کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔اس وقت حضرت عائشہؓ سے شادی ہو چکی تھی۔آپ ﷺ نے فرمایا مجھ کو ہجرت کی اجازت ہو چکی ہے۔حضرت ابوبکرؓ نے نہایت بے تابی سے کہا۔میرا باپ آپ پر فدا ہو، کیا مجھ کو بھی ہمراہی کا شرف حاصل ہوگا؟ ارشاد ہوا، ہاں! حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت کے لیے چار مہینے سے دو اونٹنیاں ببول کی پتیاں کھلا کھلا کر تیار کی تھیں، عرض کی کہ ان میں سے ایک آپ پسند فرمائیں۔محسن عالم ﷺ کو کسی کا احسان گوارا نہیں ہو سکتا تھا۔ارشاد ہوا ''اچھا مگر بہ قیمت''۔ حضرت ابوبکرؓ نے مجبوراً قبول کیا۔حضرت عائشہؓ اس وقت کم سن تھیں۔ان کی بڑی بہن اسماءؓ نے جو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی ماں تھیں، سفر کا سامان کیا۔دو تین دن کا کھانا ناشتہ دان میں رکھا، نطاق جس کو عورتیں کمر سے لپیٹتی ہیں، پھاڑ کر اس سے ناشتہ دان کا منہ باندھا۔یہ وہ شرف تھا جس کی بناء پر آج تک ان کو ذات النطاقین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

کفار نے جب آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کیا اور رات زیادہ گزر گئی تو قدرت نے ان کو بے خبر کر دیا۔ آنحضرت ﷺ ان کو سوتا چھوڑ کر باہر آئے، کعبہ کو دیکھا اور فرمایا مکہ تو مجھ کو تمام دنیا سے زیادہ عزیز ہے، لیکن تیرے فرزند مجھ کو رہنے نہیں دیتے۔ حضرت ابوبکرؓ سے پہلے سے قرارداد ہو چکی تھی۔ دونوں صاحب پہلے جبلِ ثور کی غار میں جا کر پوشیدہ ہوئے۔ یہ غار آج بھی موجود ہے اور بوسہ گاہ خلائق ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے عبداللہ جو نوخیز جوان تھے، شب کو غار میں ساتھ ہوتے، صبح منہ اندھیرے شہر چلے جاتے اور پتہ لگاتے کہ قریش کیا مشورے کر رہے ہیں؟ جو کچھ خبر ملتی شام کو آکر آنحضرت ﷺ سے عرض کرتے۔ حضرت ابوبکرؓ کا غلام کچھ رات گئے بکریاں چرا کر لاتا اور آپ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ ان کا دودھ پی لیتے۔ تین دن تک صرف یہی غذا تھی۔ لیکن ابن ہشام نے لکھا ہے کہ روزانہ شام کو اسماءؓ گھر سے کھانا پکا کر غار میں پہنچا آتی تھیں۔ اسی طرح تین راتیں غار میں گزریں۔

صبح کو قریش کی آنکھیں کھلیں تو پلنگ پر آنحضرت ﷺ کے بجائے حضرت علیؓ تھے۔ ظالموں نے آپ کو پکڑا اور حرم میں لے جا کر تھوڑی دیر محبوس رکھا اور چھوڑ دیا۔ پھر آنحضرت ﷺ کی تلاش میں نکلے۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے غار کے دہانے تک آ گئے۔ آہٹ پا کر حضرت ابوبکرؓ غمزدہ ہوئے اور آنحضرت ﷺ سے عرض کی اب دشمن اس قدر قریب آ گئے کہ اگر اپنے قدم پر ان کی نظر پڑ جائے تو ہم کو دیکھ لیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ (سورۃ التوبہ)

''گھبراؤ نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے''

مشہور ہے کہ جب کفار غار کے قریب آ گئے تو اللہ نے حکم دیا دفعۃً ببول کا درخت اُگا اور اس کی ٹہنیوں نے پھیل کر آنحضرت ﷺ کو چھپا لیا۔ ساتھ ہی دو کبوتر آئے اور گھونسلا بنا کر انڈے دیے۔ حرم کے کبوتر انہی کبوتروں کی نسل سے ہیں۔ اس روایت کو ''مواہب لدنیّہ'' میں تفصیل سے نقل کیا ہے۔

بہرحال چوتھے دن آپ ﷺ غار سے نکلے۔ عبداللہ بن اریقط ایک کافر جس پر اعتماد تھا رہنمائی کے لئے اُجرت پر مقرر کر لیا گیا۔ وہ آگے آگے راستہ بتاتا تھا، ایک رات دن برابر چلے۔ دوسرے دن دوپہر کے وقت دھوپ سخت ہو گئی تو حضرت ابوبکرؓ نے چاہا کہ رسول اللہ ﷺ سایے میں آرام فرما لیں۔ چاروں طرف نظر ڈالی۔ ایک چٹان کے نیچے سایہ نظر آیا، سواری سے اُتر کر زمین جھاڑی پھر اپنی چادر بچھا دی۔ آنحضرت ﷺ نے آرام فرمایا تو تلاش میں نکلے کہ کہیں کچھ کھانے کو مل جائے تو لائیں، پاس ہی ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا۔ اس سے کہا ایک بکری کا تھن گرد و غبار

سے صاف کر دے، پھر اس کے ہاتھ صاف کرائے اور دودھ دوہایا۔ برتن کے منہ پر کپڑا لپیٹ دیا کہ گرد نہ پڑ جائے۔ دودھ لے کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور تھوڑا سا پانی ملا کر پیش کیا۔ آپ نے پی کر فرمایا کیا ابھی چلنے کا وقت نہیں آیا؟ آفتاب اب ڈھل چکا تھا اس لیے آپ وہاں سے روانہ ہوئے۔

قریش نے اشتہار دیا تھا کہ جو شخص محمد ﷺ یا ابوبکرؓ کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو ایک خوں بہا کے برابر (یعنی سو اُونٹ) انعام دیا جائے گا۔ سراقہ بن جعشم نے سنا تو انعام کی اُمید میں نکلا۔ عین اس حالت میں کہ آپ ﷺ روانہ ہو رہے تھے۔ اس نے آپ کو دیکھ لیا اور گھوڑا دوڑا کر قریب آ گیا لیکن گھوڑے نے ٹھوکر کھائی، وہ گر پڑا، ترکش سے فال کے تیر نکالے کہ حملہ کرنا چاہیئے یا نہیں؟ جواب میں ''نہیں'' نکلا۔ لیکن سو اونٹوں کا گراں بہا معاوضہ ایسا نہ تھا کہ تیر کی بات مان لی جاتی، دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوا اور آگے بڑھا۔ اب کی گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ گھوڑے سے اُتر پڑا اور پھر فال دیکھی، اب بھی وہی جواب تھا، لیکن مکرر تجربہ نے اس کی ہمت پست کر دی اور یقین ہو گیا کہ یہ کچھ اور آثار ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے پاس آ کر قریش کے اشتہار کا واقعہ سنایا اور درخواست کی کہ مجھ کو امن کی تحریر لکھ دیجیئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے غلام عامرؓ بن فہیرہ نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر فرمان امن لکھ دیا۔

حسن اتفاق یہ کہ حضرت زبیرؓ شام سے تجارت کا سامان لے کر آ رہے تھے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں چند بیش قیمت کپڑے پیش کیے جو اس بے سروسامانی میں غنیمت تھے۔

تشریف آوری کی خبر مدینہ میں پہلے پہنچ چکی تھی۔ تمام شہر ہمہ تن چشم انتظار تھا۔ معصوم بچے فخر اور جوش میں کہتے پھرتے تھے کہ پیغمبر ﷺ آ رہے ہیں۔ لوگ ہر روز تڑکے نکل نکل کر شہر کے باہر جمع ہوتے اور دوپہر تک انتظار کر کے حسرت کے ساتھ واپس چلے آتے۔ ایک دن انتظار کر کے واپس جا چکے تھے کہ ایک یہودی نے قلعہ سے دیکھا اور قرائن سے پہچان کر پکارا کہ ''اہلِ عرب لو تم جس کا انتظار کرتے تھے وہ آ گیا''۔ تمام شہر تکبیر کی آواز سے گونج اٹھا۔ انصار ہتھیار سج سج کر بے تابانہ گھروں سے نکل آئے۔

(سیرت النبی ﷺ)

مشق

۱۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) حضور ﷺ نے مسلمانوں کو ہجرت مدینہ کا حکم کیوں دیا؟

(ب) جب قریش نے مسلمانوں کو مدینہ میں طاقت پکڑتے دیکھا تو انہوں نے کیا کیا؟

(ج) قریش کے دارالشوریٰ میں کیا فیصلہ ہوا؟

(د) حضرت اسماءؓ کو ذات النطاقین کا لقب کیوں دیا گیا؟

(ہ) جب کفار غار جبلِ ثور کے قریب پہنچے تو اللہ کے حکم سے کونسا معجزہ رونما ہوا؟

(و) جب حضور ﷺ کی آمد کی خبر مدینہ پہنچی تو لوگوں نے آپ ﷺ کی آمد کی کس طرح کی تیاری کی؟

۲۔ درج ذیل تراکیب کی وضاحت کریں۔

محسن انسانیت، کارساز قضا، دارالامان، فرشِ گل

۳۔ درج ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کریں۔

عداوت، گوارا، خلائق، محبوس، رؤسا

۴۔ کالم (الف) میں دیئے گئے الفاظ کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
دارالامان	سواُونٹ
دارالشوریٰ	درخت
ذات النطاقین	مدینہ
ببول	قریش
خون بہا	حضرت اسماءؓ

۵۔ سبق ہجرت نبوی ﷺ سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

۶۔ بحوالہ متن درج ذیل پیراگراف کی سلیس اُردو تحریر کریں۔

مشہور ہے کہ جب کفار غار کے قریب آگئے تو اللہ نے حکم دیا دفعۃً ببول کا درخت اُگا اور اس کی ٹہنیوں نے پھیل کر آنحضرت ﷺ کو چھپا لیا۔ ساتھ ہی دو کبوتر آئے اور گھونسلا بنا کر انڈے دیئے۔ حرم کے کبوتر انہی کبوتروں کی نسل سے ہیں۔ اس روایت کو ''مواہب لدُنّیَۃ'' میں تفصیل سے نقل کیا ہے۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ طلبہ کو مکی اور مدنی زندگی کے درمیان فرق سے آگاہ کریں۔

۲۔ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمانوں پر کیئے گئے مظالم سے آگاہ کریں۔

۳۔ شبلیؒ کی سیرت نگاری اور سوانح نگاری پر مختصر روشنی ڈالیں۔